تیرہواں مرثیہ

تصنیف ۲۰۰۸ء

عنوان کتاب

تعدادِ بند ۶۲

مطلع خواہش یہ ہے قلم کی کہ ذکرِ کتاب ہو

—۱—

خواہش یہ ہے قلم کی کہ ذکرِ کتاب ہو

جو کچھ لکھے وہ پیشِ خدا بار یاب ہو

لفظوں میں روشنی کی نئی آب وتاب ہو

کوئی ہو ماہتاب، کوئی آفتاب ہو

سب رُخ حیات کے ہیں فروزاں کتاب سے

ہوتا ہے زندگی میں چراغاں کتاب سے

—۲—

ہو ذکر مرثیے کی زباں میں کتاب کا

پیری میں کیا مزہ ہے سخن کے شباب کا

حسنِ خیال ہے کہ ہے نشہ شراب کا

دل لطف لے رہا ہے سوال وجواب کا

میں دل سے پوچھتا ہوں، بتا کیا کتاب ہے

کہتا ہے دل کہ علم کا تحفہ کتاب ہے

۔۳۔

تحریر کر رہا ہوں، فضیلت کتاب کی

پیشِ نظر ہے حرمت و عزت کتاب کی

ہر مفلسی کی موت ہے، دولت کتاب کی

بڑھتی ہی جا رہی ہے، ضرورت کتاب کی

فیض اس کا حرف حرف میں ہے باب باب ہے

تسخیرِ کائنات کی موجب، کتاب ہے

۔۴۔

تسخیرِ کائنات، کتابوں کے دَم سے ہے

جس نے لکھی کتاب، یہ اُسی کے قلم سے ہے

جو کچھ بھی ہے، وہ علم کے ابرِ کَرَم سے ہے

کل کچھ نہیں تھا آج وجودِ عدَم سے ہے

فکرِ بشر علوم کی جو ہمرکاب ہے

پس جو بھی ہے، وہ علم کے پانی کی آب ہے

۔۵۔

میری جو منقبت کی نئی آئی ہے کتاب

دو ماہ کا وہ وقت، مری جان کا عذاب

دن تھے صعوبتوں کے، تو راتیں بغیرِ خواب

جو کام ٹھیک کرتے تھے ہو جاتا تھا خراب

بے سمت محنتیں تھیں تو تھک کے چور تھے

جتنا بھی بڑھتے جاتے تھے، منزل سے دور تھے

۔۶۔

کچھ ناگہانیوں کے سبب، اضطراریاں

کچھ لفظِ اعتبار کی، نااعتباریاں

ناسازگاریوں میں بھی، امیدواریاں

کوشش یہ تھی کہ ہوں نہ کہیں ناگواریاں

ہم بے لحاظ ہو کے رہیں، ہم سے دور تھا

احباب کا خیال بھی رکھنا ضرور تھا

۔۷۔

وہ دوستوں، عزیزوں کی خدمت گزاریاں

پاسِ وفا میں اپنی بھی کچھ وضعداریاں

انچولی کے وہ پائے، کباب اور نہاریاں

جو ذمہ داریاں نہ تھیں، وہ ذمہ داریاں

اپنے وطن میں، اپنے پرانے دیار میں

بے اختیاریاں ہی رہیں اختیار میں

۔۸۔

کچھ بھی نہ تھا ابھی، سروسامانِ مرثیہ

آیا خیالِ محشرِ میدانِ مرثیہ

سوچا اٹھائیں چل کے قلمدانِ مرثیہ

تب طے کیا، کتاب ہو عنوانِ مرثیہ

سرمایۂ سخن جو بنایا "کتاب" کو

خود دل نے داد دی نظرِ انتخاب کو

—۹—

لوح و قلم، کتاب کا پہلا وجود ہے

اس کا وجود غیب ہے ایماں شہود ہے

جب جس کی بھی، جہاں بھی، کوئی ہست و بود ہے

لوح و قلم کے ظرف میں اس کی نمود ہے

تنظیمِ کائنات، الٰہی نظام ہے

بے عیب اس لیے ہے، کہ خالق کا کام ہے

—۱۰—

ہے کائناتِ خلق کی تحریر، لوح پر

لکھی ہوئی ہر ایک کی تقدیر لوح پر

خوابوں کے ساتھ، خوابوں کی تعبیر لوح پر

ہر ایک شے کی، جیسے ہو تفسیر لوح پر

جس نے پڑھا اسے، وہی محبوبِ رب ہوا

علمِ کتاب سے وہی اُمی لقب ہوا

۔۱۱۔

کیا ہے، جو شش جہات میں ہے لوح پر نہیں
کیا ہے، جو دن میں رات میں ہے، لوح پر نہیں
کیا ہے وہ، جو حیات میں ہے، لوح پر نہیں
کیا ہے جو ممکنات میں ہے لوح پر نہیں
ناممکن و وجود و عدَم، سب ہیں لوح پر
کون و مکاں، قدم بہ قدم، سب ہیں لوح پر

۔۱۲۔

اندیشہ و گمان و یقیں، سب ہے لوح پر
سب خشک و تر، زمان و زمیں، سب ہے لوح پر
جو کچھ بھی ہے بعید و قریں، سب ہے لوح پر
ہر ہے کا ہے، نہیں کا نہیں، سب ہے لوح پر
سب کچھ ہے اس میں اکمل و کامل، یہ لوح ہے
خالق کے اعتبار کی حامل، یہ لوح ہے

۔۱۳۔

قرآن جس کو کہتے ہیں، اُم الکتاب ہے

اُتری ہے آسمان سے رفعت مآب ہے

اس کو طہارتوں میں سمونا ثواب ہے

طاہر اگر نہ ہوں، اسے چھونا عذاب ہے

دیکھا جو ظرفِ علمِ رسالت مآب کو

خالق نے ان پہ کر دیا نازل کتاب کو

۔۱۴۔

کیا کیا کیے ہیں کارِ نمایاں کتاب نے

حیراں کیا ہے دیدۂ حیراں کتاب نے

مُردوں کو جان بخشی ہے بے جاں کتاب نے

کیسے بدل کے رکھ دیے انساں کتاب نے

ہر خُشک تر کا علم ہے اُس کی کتاب میں

تب تو ہے شہرِ علم، رسالت مآب میں

—۱۵—

ایسے عرَب کہ جن کی طلاقت کے سامنے

عالم عجم تھا جن کی فصاحت کے سامنے

جُھک کر گرے کتاب کی عظمت کے سامنے

زَعمِ زباں فنا ہوا، آیت کے سامنے

سورہ نہ ایک لا سکا کوئی، جواب پر

خالق بھی فخر کرتا ہے، اپنی کتاب پر

—۱٦—

جو کچھ بھی کائنات کی لوحِ جبیں میں ہے

جو کچھ مزاجِ دہر کی، ہاں اور نہیں میں ہے

جو کچھ حصارِ عالمِ دنیا و دیں میں ہے

سب کچھ کتاب میں ہے، امامِ مبیں میں ہے

قرآن، جانتا ہوں، خدا کی کتاب ہے

پھر بھی نہیں کہوں گا، کہ کافی کتاب ہے

-۱۷-

دیتی نہیں ہے کام، اکیلی کبھی کتاب
اللہ کی کتابوں میں سب سے بڑی کتاب
جتنی پڑھی گئی ہے، یہ اللہ کی کتاب
اتنی پڑھی نہیں گئی، شاید کوئی کتاب
تشریح ہو گی کس طرح، شارع کے کام کی
ہے اس لیے جہاں کو ضرورت امام کی

-۱۸-

ہوتی ہے قند جن کی سماعت میں قرأتیں
قاری کو حفظ کرنے کی آسان محنتیں
بچوں کو دیکھ دیکھ کے بڑھتی ہیں ہمتیں
اس کا مطالعہ ہی بڑھاتا ہے قامتیں
اللہ کے کلام کی رفعت لیے ہوئے
اُتری ہے آسماں سے بشارت لیے ہوئے

۱۹

لکھے ہوئے چھپے ہوئے اوراق ہیں کتاب

جن سے سبق ملا ہے، وہ اسباق ہیں کتاب

انسان کی فلاح کو اخلاق ہیں کتاب

جتنے نبی ہیں سب علی الاطلاق ہیں کتاب

انسانیت کے درس دیے ہیں کتاب نے

پیغمبری کے کام کیے ہیں کتاب نے

۲۰

جاہل کو اس نے عالمِ دوراں بنا دیا

کافر کو اس نے رشکِ مسلماں بنا دیا

بے معرفت کو صاحبِ عرفاں بنا دیا

ناممکناتِ دہر کو امکاں بنا دیا

پیاسے جہاں کو چشمہِ زمزم کتاب ہے

انسانیت کی محسنِ اعظم کتاب ہے

۔۲۱۔

دُنیا کے عرض و طول کو آسان کر دیا

بنجر زمیں میں پھول کو آسان کر دیا

رَد رَد ہوا، قبول کو آسان کر دیا

کچھ اس قدر حصول کو آسان کر دیا

رکھتا نہیں ہے کوئی، تجوری کتاب کی

آسان ہے اگر تو ہے چوری کتاب کی

۔۲۲۔

کتنی کتابیں لکھی گئیں، کچھ خبر نہیں

تحقیق تو ہوئی ہے، مگر اس قدر نہیں

اس بات پر سب اہلِ نظر کی نظر نہیں

کم ہیں اب ایسے گھر، جو کتابوں کے گھر نہیں

سلجھائیں گتھیاں جو بہت کائنات کی

آسان کرتی رہتی ہے شکل حیات کی

۔۲۳۔

صدیوں طویل، علم کا وہ جہل سے جہاد

دنیائے ظلم و جہل کا وہ علم سے عناد

وہ روشنی کے شہر میں ظلمت کا انجماد

بھڑکا رہی تھی آگ جو اک بادِ نامراد

بغداد کی وہ آگ قیامت تھی، قہر تھا

وہ شہر راکھ تھا، جو کتابوں کا شہر تھا

۔۲۴۔

ہے جہل موت، جہل کا درماں کتاب ہے

تیرہ شبی میں شمعِ فروزاں کتاب ہے

ہر اک افق کی نیّرِ تاباں کتاب ہے

کافر بھی جس پہ لائے ہیں ایماں، کتاب ہے

سب محترم ہی جو ہیں مصنّف کتاب کے

نابود ہیں جہاں سے مخالف کتاب کے

۔۲۵۔

دُنیا کو کتنے خواب، دکھائے کتاب نے

تعبیر کے ثمر بھی لگائے، کتاب نے

سوتے ہوئے ضمیر جگائے کتاب نے

دل میں بسی، دماغ بنائے کتاب نے

طوفانِ زندگی میں کنارا کتاب ہے

پانی ہے جس کا علم، وہ دھارا کتاب ہے

۔۲۶۔

دنیا کو انقلاب دیے ہیں کتاب نے

ظلمت کو آفتاب دیے ہیں کتاب نے

سب درس باب باب دیے ہیں کتاب نے

ہر ہر چمن گلاب دیے ہیں کتاب نے

رونق جو ہے زمین میں یا آسمان میں

یہ فیض ہے کتاب کا، دُنیا جہان میں

_۲۷_

ماضی کی ہے کتاب کوئی حال کی کتاب

منکرِ نکیر لکھتے ہیں، اعمال کی کتاب

تفسیر کی، حدیث کی، اقوال کی کتاب

میرؔ و نظیرؔ و غالبؔ و اقبالؔ کی کتاب

وہ جن سے زندگی کو مذاقِ ادب ملے

شائستگی کی راہ پہ چلنے کا ڈھب ملے

_۲۸_

جویائے علم کے لیے، گھر ہے، کتاب میں

ہر بند راہ کے لیے، در ہے کتاب میں

اک کہکشانِ شمس و قمر ہے کتاب میں

اِک کائناتِ فکر و نظر ہے کتاب میں

بہتا ہے علم جس سے وہ دریا کتاب ہے

دُنیا میں ہر مرض کی مسیحا کتاب ہے

_۲۹_

فرسودہ داستانوں کی تجدید اس نے کی
تائید اس نے کی، کبھی تردید اس نے کی
اپنے معاشرے پہ بھی تنقید اس نے کی
تاکید کر چکی تو پھر امید اس نے کی
سب فیصلے کیے ہیں بہت دیکھ بھال کے
لفظِ گماں کو پھینک دیا ہے نکال کے

_۳۰_

وہ آسمان کی ہوں کہ باتیں زمین کی
جلتی نہیں ہے اب کسی کوتاہ بین کی
پیشِ نظر فلاح ہے دنیا و دین کی
قاری کو اس نے بخشی ہے دولت یقین کی
پُر اعتماد ہے، تو بڑھے جا رہا ہے یہ
ساری بلندیوں پہ چڑھے جا رہا ہے یہ

۔۳۱۔

لیلائے علم کے لیے محمل، کتاب ہے

زندہ معاشرے کے لیے دل، کتاب ہے

جس میں نمو کی آب ہے، وہ گل، کتاب ہے

بنتے ہیں جس سے جوہرِ قابل، کتاب ہے

قوموں کے ارتقا کی ضمانت اُٹھائے ہے

کاندھوں پہ اپنے بارِ امانت اُٹھائے ہے

۔۳۲۔

اس نے جواب پیش کیے ہر سوال کے

اس نے کمال کام کیے ہیں کمال کے

کھولے ہیں بند ذہنوں میں سوتے خیال کے

ممکن بنا دیۓ ہیں معانی، محال کے

تحقیق کو جو دی ہیں نگاہیں کتاب نے

ایجاد کی بنائی ہیں، راہیں کتاب نے

۔۳۳۔

شاید زمانہ آئے، نہ چھاپے کوئی کتاب
آسانیاں بڑھیں گی، تو ہر قسم کی کتاب
چاہے بہت پرانی ہو چاہے نئی کتاب
سب نیٹ پر ملے گی، ہر اچھی بری کتاب
اب ہر کسی کے ہاتھ میں برقی نظام ہے
بچوں کی دسترس میں بھی اب ڈاٹ کام ہے

۔۳۴۔

پھیلا ہے نیٹ پر جو کتابوں کا ازدحام
وہ بے شمار لوگوں کا وہ بے حساب کام
قاری کو ترجموں کی سہولت کا اہتمام
ہر وقت ہر جگہ ہو مہیا، وہ انتظام
آخر کتابوں ہی سے تو یہ فیض پائے ہیں
تعویذ کی جگہ میں صحیفے سمائے ہیں

۳۵

خالق کی ذات کے ہوں کہ لات و منات کے
مظہر جُدا جُدا ہیں، نفی و ثبات کے
جتنے ہیں عکس آئینۂ کائنات کے
سب جلوہ ریز ہوتے ہیں منظر حیات کے
دُنیا لگی ہے پڑھنے کی کوشش کے باب میں
سب کچھ لکھا ہے وقتِ رواں کی کتاب میں

۳۶

یہ نثر و نظم و شعر و ادب، سب کتاب ہیں
داد و دِہش، حصول و طلب، سب کتاب ہیں
عیش و سرور و لہو و لعب، سب کتاب ہیں
امن و سکوت و شور و شغب، سب کتاب ہیں
احساس بھی کتاب ہیں، جذبے بھی ہیں کتاب
اِدراک ہو تو قبر کے کتبے بھی ہیں کتاب

۔۳۷۔

آئینہ دارِ ہر کس و ناکس، کتاب ہے
شامِ اودھ ہے صبحِ بنارس کتاب ہے
مذہب کی ہو تو حرفِ مقدس کتاب ہے
اتنی اہم کہ ایک نہیں، دس کتاب ہے
جاہل کو بھی دکھاتی ہے، رستے نجات کے
دنیا کو بانٹتی ہے قرینے حیات کے

۔۳۸۔

موسیٰؑ کے ہاتھ میں یدِ بیضا، کتاب تھی
اللہ سے ملی تھی، یہ عنقا کتاب تھی
فرعون کی خدائی میں، یکتا کتاب تھی
سب زعمِ کفر توڑ دیا، کیا کتاب تھی
جادوگری کے کرتبِ سفلی کو کھا گیا
موسیٰؑ کا علم جھوٹی خدائی کو کھا گیا

۳۹

بیدار ہے کوئی تو کوئی محوِ خراب ہے
جس زندگی کو دیکھیے وہ اک کتاب ہے
ہر منظرِ حیات میں اک آب وتاب ہے
ہر ہر نفس، مکارِم جاں کا نصاب ہے

دُنیا میں عام، ظلم وستم بے حساب ہے
ظلم وستم کا نام ہی، غم کی کتاب ہے

۴۰

ہاں اک کتابِ غم ہے، محرّم ہے جس کا نام
دامن ہے جس کا خونِ شہیداں سے لالہ فام
بھائی بہن نے مل کے کیا ہے کچھ ایسا کام
باقی رہے گا دہر میں دینِ خدا مدام

آتی ہیں دشت و در سے صدائیں سلام کی
شبیر کربلا کے یہ فاتح ہیں شام کی

۔۴۱۔

ماں کی حیا ہے اس میں تو جرأت علیؑ کی ہے
عصمت کی آبرو ہے تو زینت علیؑ کی ہے
لہجہ علیؑ کا ہے تو خطابت علیؑ کی ہے
عباسؑ کی بہن ہے، شجاعت علیؑ کی ہے
جانِ بتول لختِ دلِ بوتراب ہے
نہج البلاغہ اس کے پدر کی کتاب ہے

۔۴۲۔

یہ وہ کتاب ہے کہ ہے عالم میں انتخاب
یکتا و لاجواب ہے تعلیمِ بوترابؑ
قرآں کی طرح یہ بھی ہے بے مثل و لاجواب
توحید پر وہ اس کے مضامین باب باب
بے جبرئیل راست ملی، لامکان سے
قلبِ علیؑ پہ اُتری ہے یہ آسمان سے

۔۴۳۔

انسان کی لکھی ہوئی سب سے بڑی کتاب

عظمت کے آسمان پہ ٹھہری ہوئی کتاب

لائے کوئی نکال کے ایسی کوئی کتاب

قرآں کے بعد ہے تو یہی آخری کتاب

جس نے کہا سلونی یہ اُس کا کلام ہے

واحد ادیب ہے، جو وَلی ہے امام ہے

۔۴۴۔

جس کا کلام، نہجِ بلاغت ہے وہ ادیب

معنی شعار، گلشنِ وحدت کا عندلیب

جس کے خدا رسول ہیں محبوب، وہ حبیب

جس سے وقارِ خطبہ و منبر ہے، وہ خطیب

ہے ایک شہرِ علم، تو پھر در بھی ایک ہے

کیا کیجیے، سلونی کا منبر بھی ایک ہے

۔۴۵۔

وہ نصرتِ حسینؑ میں تیور کمال کے
نانا علیؑ تھے، بیٹے تھے جعفر کے لال کے
اجداد کے مزاج کے سانچے میں ڈھال کے
لائی تھی ساتھ عون و محمد کو پال کے
زینبؑ نے حقِ نصرتِ حق یوں ادا کیا
بھائی پہ صدقے وار کے شکرِ خدا کیا

۔۴۶۔

عاشور کو وہ دن کا ہو منظر کہ رات کا
وہ سلسلہ حواس شکن واقعات کا
وہ بے کسی کہ تنگ تھا عرصہ حیات کا
ہاتھوں میں لے کے اِک جلا ٹکڑا قنات کا
بے آس بیبیوں کے لیے، آس بن گئی
شامِ غریباں آئی، تو عباسؑ بن گئی

_۴۷_

وہ شام اَلحذر، وہ قیامت کہ اَلاَماں
جلتے ہوئے خیام سے اُٹھتا ہوا دُھواں
والی کوئی ہے سر پہ، نہ باقی ہے سائباں
سہمے ہوئے سے طفل ہیں، خاموش بیبیاں
دن بھر کے قتل و خون سے دل میں کیے ہوئے
بے وارثی کی خاک سے چہرے اَٹے ہوئے

_۴۸_

عاشور کی وہ شام، وہ سکتے میں کائنات
زیرِ فلک وہ خاک پہ بیٹھی مخدرات
وہ تشنگی، وہ سامنے بہتی ہوئی فُرات
کیا دردناک شام تھی، کیا ہولناک رات
بے وارثوں کے سر پہ یہ آفت کی رات تھی
ناموسِ مصطفیؐ پہ قیامت کی رات تھی

_۴۹_

جاتا ہے سوئے شام، اسیروں کا کارواں

گرمی کے دن، طویل مسافت، لبوں پہ جاں

بے محمل و کجاوہ ہیں اُونٹوں پہ بیبیاں

بچے بھی گودیوں میں ہیں، ماؤں کی بے اماں

جس پر ہوا یہ ظلم، وہ عترت نبیؐ کی ہے

جس نے کیا ہے ظلم، وہ اُمت نبیؐ کی ہے

_۵۰_

نکلے تھے جب مدینے سے لے کر خدا کا نام

ہر ہر قدم تھا راحت و حرمت کا اہتمام

کیا عزّو احترام تھا، کیا حسنِ انتظام

عباسؑ اپنے ہاتھ سے دیتے تھے بھر کے جام

عباسؑ سا دلیر و جواں ہم رکاب تھا

بھائی نہیں تھا، نصرتِ حق کی کتاب تھا

_۵۱_

اب بے کسی میں کام جو آئے، کوئی نہیں
آسان اس سفر کو بنائے کوئی نہیں
جو آس بیبیوں کی بندھائے، کوئی نہیں
بچے گریں تو ڈھونڈ کے لائے، کوئی نہیں
ماؤں کے لال گود سے گر گر کے مر گئے
رستے میں شام کے، وہ گلِ تر بکھر گئے

_۵۲_

اے اُمّتِ رسول، یہ آلِ رسول ہے
پیغمبرِ خدا کے، گلستاں کا پھول ہے
یہ کائنات ان کے ہی قدموں کی دھول ہے
بس وہ قبولِ حق ہے جو ان کو قبول ہے
آلِ رسول کو جو تماشا بناؤ گے
کل حشر میں رسول کو کیا منہ دکھاؤ گے

۔۵۳۔

ہے ساتھ قافلے کے جو، بیمار و ناتواں

بے یار و بے دیار، یہ قیدی یہ سار باں

گردن میں طوق، پاؤں میں بے کس کے بیڑیاں

بازار شام و کوفہ میں میلے کا اِک سماں

اہلِ حرم ہیں سر کُھلے، لاچار کیا کرے

بیمار ہے رسن میں گرفتار کیا کرے

۔۵۴۔

دربار میں یزید کے منظر عجیب تھا

شاہانہ زرق برق لباسوں میں اشقیا

بیٹھا ہوا تھا تخت پہ حاکم وہ شام کا

لے کر چھڑی حسینؑ کا سر چھیڑتا ہوا

سب کلمہ گو ہی بیٹھے تھے، سب اہلِ ہوش تھے

ہونٹوں پہ سب کے مہر لگی تھی، خموش تھے

_۵۵_

دیکھا جو ایسے حال میں زینب نے بھائی کو
برداشت کیسے کرتی وہ اس جگ ہنسائی کو
آیا جلال فاطمہؑ زہرا کی جائی کو
لے کر علیؑ کا نام اُٹھی لب کشائی کو
دربار میں جو لوگ تھے سکتے میں آگئے
بنتِ علیؑ کے لفظ سماعت پہ چھا گئے

_۵۶_

تو بھی نجس ہے، تیرا گھرانا بھی ہے پلید
دادی تھی تیری ہندہ، جگر فوارۂ شہید
یہ ہونٹ بوسہ گاہِ محمدؐ ہیں اے یزید
ایسا نہ ہو کہ ٹوٹ پڑے قہر ابھی شدید
اس فتح کے گھمنڈ کو سر سے نکال لے
بیعت کا طوق، اپنی ہی گردن میں ڈال لے

_۵۷_

تو یہ سمجھ رہا ہے کہ نصرت ملی تجھے

شان و شکوہ و شوکت و حشمت ملی تجھے

حرمت ہماری کم ہوئی، عزّت ملی تجھے

مت خوش ہو بد نصیب، یہ مہلت ملی تجھے

جی بھر کے ظلم کر لے کہ رسّی دراز ہے

انصاف وہ کرے گا وہی کارساز ہے

_۵۸_

بے پردہ شہر میں پھری ناموسِ مصطفیٰؐ

ہم فاطمہؑ کی بیٹیاں بلوے میں بے رِدا

میرے حرم کی عورتیں پردے میں ہر جگہ

اولاد سے غلاموں کی اُمید بھی ہو کیا

تجھ سا دَنی تو کوئی نہیں کائنات میں

او بے ضمیر ڈوب کے مر جا فرات میں

۔۵۹۔

زینب کا وہ یزید کے دربار میں خطاب
ذہنوں میں ڈالتا ہوا، بنیادِ انقلاب
کر کے امیرِ شام کے چہرے کو بے نقاب
عزمِ صمیم، اپنے ارادوں میں کامیاب
زینت پدر کی تھی، دلِ مادر کا چین تھی
بعدِ حسینؑ، شام میں زینبؑ حسینؑ تھی

۔۶۰۔

بیٹی تھی فاطمہ کی، عدیم المثال تھی
مادر کا تھا جمال، علیؑ کا جلال تھی
قیدی تھی، پھر بھی دشمنِ دیں کا وبال تھی
خطبے کو روک دے کوئی، کس کی مجال تھی
تھی نصرتِ حسینؑ کا وعدہ کیے ہوئے
تیغِ زباں، علیؑ کا تھی لہجہ لیے ہوئے

۔۶۱۔

ہر حربہ اہلِ جبر کا، ناکام کر دیا

رنگِ امیرِ شام، سیہ فام کر دیا

شبیرؑ کے پیام کو یوں عام کر دیا

نامِ یزید، داخلِ دُشنام کر دیا

پھٹکار ہر طرف ہے، ملامت ہے حشر تک

نامِ یزید لائقِ لعنت ہے حشر تک

۔۶۲۔

ک　کہتی ہے یہ کتاب کہ تقدیر مجھ سے ہے

ت　تاریکیوں میں دہر کی تنویر مجھ سے ہے

ا　اربابِ علم و فہم کی تحریر مجھ سے ہے

ب　باقرّرہِ حیات میں توقیر مجھ سے ہے

سب رنگ و نور، میرے ہیں اس کائنات میں

گر میں نہیں، تو کچھ بھی نہیں ہے حیات میں